قرآن کریم میں لفظ امر اور صیغہ امر کا استعمال

* ڈاکٹر غلام یوسف

الحمد لله الّذی قدّر ما قدّر و اَمرَ ما اَمرَ والصّلوٰة و السلامُ علی سیدنا محمد ٖالّذی بشّر من استبشر وانذر منِ انتذر وعلیٰ آلہٖ وصحبه الّذین اهتدوابهدٰیه واقتدوابامرِه وصارُوا قُدوةً لمن اِیئتمرو عبرةً لمن اعتبر۔

قرآن کریم اوراحادیث میں بہت سے مواقع پرامر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، امر کے صیغے کبھی اپنے حقیقی معنٰی میں استعمال ہوئے ہیں اور کبھی مجازی معنٰی میں۔ اِس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ امر کے حقیقی ومجازی معانی کی مختصر وضاحت پیش کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ مختلف معانی کے استعمال میں کون کون سے احکام مرتب ہیں؟اور استنباط احکام پر کیااثر واقع ہوتا ہے؟

امر کی تعریف

امر ایسالفظ ہے جوکسی فعل کے کرنے کے مطالبہ کے لیے وضع کیا گیا ہو، اوراس مطالبہ میں برتری و بالادستی پائی جاتی ہواس تعریف میں دو باتیں توجہ طلب ہیں۔(۱)

۱- امر کی تعریف میں **علی سبیل الاستعلاء** (بطریق بالادستی) کی قید ہے۔ یہ قیداس بات کو بتلاتی ہے کہ حکم دینے والے کا حقیقت میں بالادست ہونا شرط نہیں، بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ خود کو بالادست سمجھتا ہو۔ خواہ فی الواقع بالادست ہو یا نہ ہو۔

۲- علمائے اُصول کااس پر اتفاق ہے کہ لفظ امر اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوتا ہے، اوراس سے مراد وہ خصوصی قول ہے جوحکم (وجوب) کے لیے ہو۔ البتہ فقہاء کے درمیان اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ قول کے

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فقہ، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

علاوہ فعل میں امر کا استعمال حقیقت ہے یا مجاز؟ بعض فقہاء کے نزدیک فعل میں بھی امر کا استعمال حقیقت ہے جبکہ جمہور فقہاء کا کہنا ہے کہ امر مجازاً فعل کو بھی کہتے ہیں (۲)۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ﴾ (۳) انہوں نے فرعون ہی کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم درست نہ تھا اس آیت میں امر سے فرعون کا فعل وطریقہ مراد ہے یہاں سبب کا مسبب پر اطلاق کیا گیا ہے (۴)۔ علامہ جصاصؒ لکھتے ہیں ﴿وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ﴾ يعنى أفعالَهُ و أقوالَهُ (۵)۔

امر برائے وجوب

کسی فعل کے کرنے کا مطالبہ کئی طرح سے ہوتا ہے:

۱۔ کبھی امر کا صیغہ کا استعمال ہوتا ہے جیسے اِفْعَلْ اور اُقْتُلْ وغیر

مثال: ﴿وَاَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۶)۔

اور اللہ کی فرماں برداری کرو اور رسول اللہ کی اطاعت۔

۲۔ کبھی کلام میں استعمال تو صیغہ خبر ہوتا ہے لیکن اُس سے مجازاً امر مراد لیا جاتا ہے جیسے ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ﴾ (۷) اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔
اِس جگہ يَتَرَبَّصْنَ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو عربی گرامر کے لحاظ سے فعل مضارع کا صیغہ ہے لیکن اِس سے مراد صیغہ امر یعنی تَرَبَّصْنَ (روکے رکھیں) ہے، کیونکہ اِس میں حکم پایا جاتا ہے۔

دوسری مثال:

جملہ خبریہ جو امر کے مفہوم میں مستعمل ہے اس کی مثال یہ آیت ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (۸)

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اِس شخص کے لیے جو چاہے کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہو''۔

یہ حکم اس کے لیے ہے جو شیر خوارگی کی مدت پوری کرنی چاہے اس صیغہ سے مقصود ماؤں کو یہ حکم دینا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دودھ پلائیں، اِس سے یہ خبر دینا مقصود نہیں ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔

- کبھی کلام میں استعمال تو اسم فعل ہوتا ہے لیکن اُس سے امر کے معنی مراد ہوتے ہیں، جیسے:

حَیَّ علی الصلاۃ ،حَیَّ علی الفلاح

کبھی کلام میں مصدر کا صیغہ استعمال ہوتا ہے لیکن اُس سے امر کے معنی مراد ہوتے ہیں

مثال: ﴿فَاِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَضَرۡبَ الرِّقَاب﴾ (۹) اور جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو اُن کی گردنیں اڑاؤ۔

اِس مقام پر فَضَرۡبَ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو عربی گرامر کے لحاظ سے مصدر کا صیغہ ہے لیکن اِس سے مراد صیغہ امر یعنی اِضرِبُوا (اُن کی گردنیں اڑاؤ) ہے، کیونکہ اِس میں حکم پایا جاتا ہے۔

۳- کبھی کلام میں استعمال تو مضارع کا صیغہ ہوتا ہے لیکن مضارع پر لام امر داخل ہوتا ہے جس سے امر کا معنی مراد ہوتا ہے جیسے لِیَفۡعَلۡ (اس کو کرنا چاہیے) (۱۰)

مثال: ﴿فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡکُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ﴾ (۱۱) تم میں سے جو کوئی اس (رمضان) مہینے میں موجود ہو اس کو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔

حدیث:

((قالَ رسولُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیه وسلم: مَن کانَ یُؤمِنُ باللّٰه والیومِ الآخر فَلا یُؤذِ جارَهٗ وَ مَن کانَ یُؤمِنُ باللّٰه والیومِ الآخرِ فَلۡیُکۡرِمۡ ضَیۡفَهٗ ومَن کانَ یُؤمِنُ باللّٰه والیومِ الآخرِ فَلۡیَقُلۡ خَیۡراً اَوۡلِیَصۡمُتۡ)) (۱۲)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو کسی قسم کوئی اذیت و تکلیف نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا ادب و احترام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے، ورنہ خاموش رہے"۔

اور بخاری شریف ہی میں دوسری روایت میں ہے:

((ومَن کانَ یُؤمِنُ باللہ والیومِ الآخرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَہُ))

''اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے''۔

اس حدیث شریف میں فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہُ، فَلْیَقُلْ خَیْراً ، اَوْلِیَصْمُتْ اور فَلْیَصِلْ رَحِمَہُ مضارع کے صیغوں پر لام امر داخل ہوا ہے اور امر کا معنی مراد ہے۔

صیغہ امر کے لیے ضروری نہیں کہ آمر صیغہ امر صراحۃً استعمال کرے، بلکہ آمر اگر اشارۃً بھی کسی کو حکم دے تو وہ بھی واجب الادا سمجھا جاتا ہے۔ جیسے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کرنے کا حکم اشارۃ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اسی کی بنا پر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا: ﴿ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذا تَریٰ قَالَ یَااَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ﴾(۱۳) اور جب پہنچا اُن کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو، تو فرمایا: اے میرے بیٹے میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، تم سوچ کر بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے کہا اے ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے وہی کر ڈالیے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اِس آیت کریمہ میں خواب کے غیبی اشارہ کو امر کہا گیا ہے یعنی سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذبح کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ بھی حکم ربی تھا اگر حکم نہ ہوتا تو حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں ''تُؤمَرُ'' سے تعبیر نہ کرتے، اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی بعض اوقات ''امر'' کے درجہ میں ہوتے ہیں (۱۴)۔

قرآن کریم میں لفظ ''امر'' اور اِس کے مشتقات کا استعمال

لفظ امر اور اِس کے مشتقات کا استعمال قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ہوا ہے ذیل میں دیے گئے جدول میں تفصیل ملاحظہ ہو:

☆ بریکٹ (۲) میں دیے گئے نمبروں کا مطلب یہ ہے کہ اِس آیت میں لفظ امر کا مادہ یا اُس کے مشتقات کا استعمال دو دفعہ ہوا ہے۔

تکرار	آیت نمبر	سورۃ کا نام	سورۃ نمبر
	۲۷، ۴۴، ۶۷، ۶۸، ۹۳، ۱۰۹، ۱۱۷، ۱۶۹، ۲۱۰(۲)، ۲۲۴، ۲۳۸، ۷۵	البقرة	۲
۱۶	۲۱، ۴۷، ۸۰(۲)، ۱۰۴، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۲۸، ۱۴۷، ۱۵۲، ۱۵۴(۳)، ۱۵۹، ۲۸۶۔	آل عمران	۳
۱۰	۳۷، ۴۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۸۳(۲)، ۱۱۴، ۱۱۹(۲)۔	النسآء	۴
۳	۵۳، ۹۵، ۱۱۷۔	المآئدة	۵
۶	۸، ۱۴، ۵۸، ۷۱، ۱۵۹، ۱۶۳۔	الانعام	۶
۱۲	۱۲، ۲۸(۲)، ۲۹، ۵۴(۲)، ۷۷، ۱۱۰، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۷، ۱۹۹۔	الاعراف	۷
۴	۴۲، ۴۳، ۴۴(۲)۔	الانفال	۸
۱۰	۲۴، ۳۱، ۴۸(۲)، ۵۰، ۶۷، ۷۱، ۱۰۶، ۱۱۲۔	التوبة	۹
۷	۳، ۲۴، ۳۱، ۷۱(۲)، ۷۲، ۱۰۴۔	یونس	۱۰
۱۶	۴۰، ۴۳، ۴۴، ۵۸، ۵۹، ۶۶، ۷۳، ۷۶، ۸۲، ۸۷، ۹۴، ۹۷(۲)، ۱۰۱، ۱۱۲، ۱۲۳۔	هود	۱۱
۱۰	۱۵، ۱۸، ۲۱، ۳۲، ۴۰، ۴۱، ۵۳، ۶۸، ۸۳، ۱۰۲۔	یوسف	۱۲

١٣	الرعد	٢،١١،٢١ ،٢٥ ،٣١ ،٣٦ـ	٦
١٥	الحجر	٦٥،٦٦، ٩٤ـ	٣
١٦	النحل	١،٢،١٢، ٣٣،٥٠، ٦٩، ٧٦، ٧٧، ٩٠ـ	٨
١٧	الاسراء	١٦،٨٥ـ	٢
١٨	الكهف	١٠، ١٦، ٢١(٢)،٢٨، ٥٠، ٦٩، ٧١، ٧٣، ٧٤، ٨٢، ٨٨ـ	١١
١٩	مريم	٢١، ٣٥،٣٩،٥٥،٦٤ـ	٥
٢٠	طه	٢٦، ٣٢، ٦٢، ٩٠، ٩٣، ١٣٢ـ	٦
٢١	الانبياء	٢٧، ٧٣، ٨١، ٩٣ـ	٤
٢٢	الحج	٤١(٢)، ٦٥،٦٧، ٧٦ـ	٥
٢٣	المؤمنون	٢٧،٥٣ـ	٢
٢٤	النور	٢١، ٥٣،٦٢، ٦٣ـ	٤
٢٥	الفرقان	٦٠ـ	١
٢٦	الشعراء	٣٥،١٥١ـ	٢
٢٧	النمل	٣٢(٢)، ٣٣(٢)،٩١(٢)ـ	٦
٢٨	القصص	٢٠،٤٤ـ	٢
٣٠	الروم	٤،٢٥،٤٦ـ	٣
٣١	لقمان	١٧(٢)،٢٢ـ	٣
٣٢	السجدة	٥،٢٤ـ	٢

۳۳	الاحزاب	۳۶،(۲)،۳۷، ۳۸۔	۴
۳۴	سبأ	۱۲، ۳۳۔	۲
۳۵	فاطر	۴۔	۱
۳۶	یس	۸۲۔	۱
۳۷	الصافات	۱۰۲۔	۱
۳۸	ص	۳۶۔	۱
۳۹	الزمر	۱۱، ۱۲، ۶۴۔	۳
۴۰	غافر	۱۵،۴۴، ۶۶، ۶۸، ۸۷۔	۵
۴۱	فصلت	۱۲۔	۱
۴۲	الشوریٰ	۱۵(۲)، ۳۸، ۴۳، ۵۲،۵۳۔	۶
۴۳	الزخرف	۷۹۔	۱
۴۴	الدخان	۴،۵۔	۲
۴۵	الجاثیة	۱۲،۱۷، ۱۸۔	۳
۵۶	الاحقاف	۲۵۔	۱
۴۷	محمد	۲۱، ۲۶۔	۲
۴۹	الحجرات	۷، ۹۔	۲
۵۰	ق	۵۔	۱
۵۱	الذاریات	۴، ۴۴۔	۲

۵۲	الطور	۳۲۔	۱
۵۴	القمر	۳،۱۲،۵۰۔	۳
۵۷	الحدید	۵، ۱۴ ، ۲۴۔	۳
۵۹	الحشر	۱۵۔	۱
۶۴	التغابن	۵۔	۱
۶۵	الطلاق	۱،۳، ۴، ۵، ۶، ۸،۹(۲)، ۱۲۔	۹
۶۶	التحریم	۶(۲)۔	۲
۷۹	النازعات	۵۔	۱
۸۰،۸۲	عبس،الانفطار	۲۳،۱۹۔	۱
۹۶،۹۷	العلق، القدر	۱۲،۴۔	۱
۹۸	البینة	۵۔	۱
	۶۱	۲۴۸	۲۴۸

قرآن کریم میں لفظ امر کا استعمال مختلف معانی میں

۱- قول کے معنی میں

﴿وَأمُرْ أهلَکَ بِالصَّلوٰۃ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھا﴾(۱۵) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اِس کے پابند رہو۔علامہ ابن العربی لکھتے ہیں: قال اللہ تعالی ﴿وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ﴾ یقول: ما قول فرعون بصواب(۱۶)﴿اِذْ یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَھُمْ اَمْرَھُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْھِمْ بُنْیَانًا﴾(۱۷) جس وقت لوگ اُن کے معاملہ کے بارے میں آپس میں جھگڑا کرنے لگے تو کچھ لوگوں نے کہا اُن (کی غار) پر عمارت بنا دو۔اِس آیت میں لفظ قول کے معنی میں استعمال ہوا ہے(۱۸)

۲- فعل کے معنی میں

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾(۱۹) اُن سے دین کے کام میں مشاورت لیتے رہو، اور جب کسی کام کا پختہ ارادہ کرلو، تو اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک اللہ بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اِس آیت میں لفظ الْأَمْر، فعل و معاملہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے (۲۰)۔

۳- قضاء وقدر کے معنی میں

﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ (۲۱) وہی آسمان سے زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر کام اُسی کی طرف پہنچ جائے گا ایک ایسے دن جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(۲۲) یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، اللہ بڑی خوبیوں والا ہے سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اِن آیات میں لفظ الْأَمْر، قضاء وقدر کے معنی میں استعمال ہوا ہے (۲۳)۔

۴- حکم کے معنی میں (۲۴)

﴿قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾(۲۵) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی کی رہنمائی ہی صحیح رہنمائی ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم اللہ رب العالمین کے فرمانبردار رہوں

۵- دین وشریعت کے معنی میں

﴿لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴾ (۲۶) انہوں نے پہلے ہی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور بہت سی باتوں میں آپ کے لیے اُلٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آپہنچا اور اللہ کا دین غالب ہوا اور وہ برا جانتے ہی رہ گئے۔ اِس آیت میں لفظ الْأَمْر، دین و شریعت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۲۷)

۶- گذشتہ واقعہ یا آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی اطلاع دینے کے معنی میں

﴿اتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلاَ تَسْتَعْجِلُوْہُ سُبْحَانَہٗ فَتَعَالیٰ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾(۲۸) اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آیا ہی چاہتا ہے لہذا تم (اے کافرو!) اِس کے لیے جلدی نہ مچاؤ، وہ پاک اور بالاتر ہے اُس سے جو یہ لوگ شریک بناتے ہیں﴿ اَتَا ھَا اَمْرُنَا لَیْلاً اَوْ نَھَارًا فَجَعَلْنَاھَاحَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ﴾(۲۹) رات یا دن کو اس پر ہمارا عذاب اچانک آ گیا، تو کر دیا ہم نے اُس کو کاٹ کر اُجڑے ہوئے کھیت کی طرح کر دیا، گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں

۷- شان وشوکت، طریقہ اور مذہب کے معنی میں

﴿وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ﴾(۳۰) انہوں نے فرعون ہی کے طریقہ کی پیروی کی اور فرعون کا حکم درست نہ تھا۔ اس آیت میں اَمْرُ سے فرعون کی شان وشوکت، طریقہ اور اُس کا مذہب مراد ہے۔ علامہ فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں: اَی شانُہٗ وَطریقتُہٗ ومذھبُہٗ۔(۳۱)

۸- قیامت کے معنی میں

﴿ وَمَا اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ﴾(۳۲) اور قیامت کا آنا یوں ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اِس سے بھی قریب تر ہے۔

۹- وحی کے معنی میں

﴿اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾(۳۳) اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس سات آسمان پیدا کیے اور ویسی ہی زمینیں اِن کے درمیان اللہ کے تمام احکام نازل ہوتا رہتے ہیں تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اِس آیت میں لفظ اَلْاَمْر، وحی کے معنی میں استعمال ہوا ہے(۳۴)۔

۱۰- ابداع کے معنی میں

ابداع کے معنی ہیں کسی چیز کو بغیر کسی نمونہ ومثال کے پیدا کرنا ﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾(۳۵) اور آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ علامہ آلوسی اِس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اَی من عالم الإبداع۔(۳۶) اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں أی من الإبداعیات الکائنة ، (۳۷)

۱۱- معاملات وحوادثات کے معنی میں

﴿اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ﴾(۳۸) دیکھو سب معاملات وحوادثات اللہ کی طرف پہنچتے ہیں۔ اِس آیت میں لفظ الْاُمُوْر، سے مراد معاملات وحوادثات ہیں(۳۹)۔

۱۲- عذاب کے معنی میں

﴿ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴾(۴۰) اور ہم ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا غرض جب تمہارے پروردگار کا عذاب آ پہنچا، تو جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے وہ اُن کے کچھ کام نہ آئے اور تباہی وبربادی کے علاوہ اُن کے حق میں کچھ بھی نہ کر سکے۔ اِس آیت میں لفظ الْاَمْر، عذاب کے معنی میں استعمال ہوا ہے(۴۱)۔

۱۳- حال یا شان کے معنی میں

﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾(۴۲) پس اُس کی تو شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے، تو وہ اُسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: أی شانه تعالیٰ شانه فی الایجاد ،فان المراد بالامر الشأن الشامل(۴۳)

۱۴- کسی چیز کی اصلاح یعنی درستگی کے معنی میں

﴿ وَاَوْحیٰ فِیْ کُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا ﴾(۴۴)اور ہر آسمان میں اُس کے کام کا حکم بھیجا۔ اِس آیت کی تفسیر میں علامہ ابوحیان لکھتے: **قال المجاهد والقتادة واوحی الی سکانها وعمر تها من الملائکة والیها فی نفسهاما شاء تعالی من الامور التی هی قوامها وصلاحها**(۴۵) اور علامہ بیضاوی لکھتے ہیں: **أی شانها وما یتأتی منها**۔(۴۶)

۱۵- گناہوں کے وبال کے معنی میں

﴿فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴾(۴۷)پس انہوں نے اپنے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ لیا اور ان کا انجام بدترین گھاٹا ہی تو تھا اِس آیت میں لفظ الْأَمْر، گناہوں کے وبال کے معنی میں استعمال ہوا ہے(۴۸)

امر کے معنی میں فقہاء کا اختلاف

- امر چونکہ بہت سے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس لیے اس بات میں اختلاف ہے کہ امر سے حقیقت میں کون سے معنی مراد ہیں؟
- دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو یہ بتلاتا ہو، کہ اِس مقام پر امر کے کون سے معنی مراد ہیں؟
- ایسی صورت میں فقہاء کے درمیان اس امر کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ امر کا صیغہ کس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے؟
- اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ امر کا صیغہ، بہت سے معانی کے لیے حقیقت میں وضع نہیں کیا گیا ہے۔ یعنی امر کا استعمال وجوب، استحباب واباحت اور ندب وغیرہ کے علاوہ دیگر معانی کے لیے مجازی ہوگا حقیقی نہیں(۴۹)
- فقہاء کے درمیان ان تین (وجوب، استحباب واباحت اور ندب) معانی میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ امر کا صیغہ اصل میں ان تینوں معانی کو بتلانے کے لیے وضع کیا گیا ہے؟، یا دو معانی کے لیے حقیقت ہے؟، یا ان تینوں میں سے کسی ایک خاص معنی کے لیے حقیقت ہے؟(۵۰)

- بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ لفظی اشتراک کی وجہ سے امر ان تینوں وجوب، استحباب و اباحت اور ندب) معانی کے لیے مشترک ہے (۵۱)۔ اس لیے امر سے جو معنی مراد ہیں وہ اس وقت تک واضح نہیں ہوتا جب تک کوئی مرجح (ترجیح دینے والا قرینہ) موجود نہ ہو، جیسا کہ لفظ مشترک میں ہوتا ہے (۵۲)۔
- فقہاء کی دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ امر صرف ایجاب اور استحباب کے درمیان مشترک ہے اور یہ اشتراک لفظی ہے اس لیے ان دونوں میں سے ایک کی تعین کے لیے مرجح کا ہونا ضروری ہے (۵۳)

امام غزالی رحمہ اللہ اور بعض دیگر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ امر کے حقیقی معنی صرف وجوب کے ہیں، یا صرف استحباب کے ہیں یا وہ ان دونوں معانی کے میں مشترک ہے۔ ان فقہاء کے نزدیک قرینہ کے بغیر صیغۂ امر کے کسی معنی کے بارے میں کا کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ لہٰذا اس وقت تک توقف کرنا چاہیے جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ اِس مقام پر امر سے کون سا معنی مطلوب ہے کیونکہ یہ مجمل کی طرح ہے، اس لیے کہ اس میں کئی معنی بیک وقت اکٹھا ہو گئے ہیں۔ (۵۴)

عام فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ امر حقیقت میں کسی ایک خاص معنی کے لیے ہی مستعمل ہے۔ اس میں دوسرے معنی کا نہ اشتراک ہے اور نہ اجمال۔ یعنی امر اپنی اصل ساخت و بناوٹ کے لحاظ سے ان تینوں معانی میں سے صرف ایک ہی معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اس ایک معنی پر امر کی دلالت حقیقت ہوگی اور بقیہ معانی میں امر کا استعمال مجازی ہوگا۔

البتہ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ اس ایک معنی سے کیا مراد ہے؟ بعض مالکی فقہاء کہتے ہیں کہ یہ اباحت ہے یعنی امر صرف اباحت کے لیے مستعمل ہے، کیونکہ امر وجود فعل کے مطالبہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اور اس کا یقینی ادنیٰ درجہ اباحت ہے۔ (۵۵)

فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے، اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے، کہ امر جن حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے وہ ندب یعنی استحباب ہے۔ کیونکہ امر، فعل کے مطالبہ کے لئے وضع کیا گیا ہے، اس لیے فعل کے اس پہلو کو، ترک کے پہلو پر ترجیح دینا چاہیے، اور اس کا ادنیٰ درجہ استحباب ہے، اباحت میں فعل کا کرنا یا نہ کرنا دونوں پہلو برابر ہوتے ہیں، اس لیے اباحت کو اختیار نہیں کیا جا سکتا۔

جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ امر صرف وجوب کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس کے حقیقی معنی وجوب کے ہیں۔ باقی معانی مجازی ہیں۔ اس لیے جب تک کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو وجوب کے علاوہ دوسرے معانی مراد نہیں لیے جا سکتے۔ اگر قرینہ سے استحباب کا معنی معلوم ہو رہا ہے تو امر کا تقاضا استحباب ہوگا اور اگر قرینہ سے اباحت کا معنی ظاہر ہو رہا ہو تو امر کا اقتضاء اباحت ہوگا اور دوسرے احکام میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ امر کے معنی کے بارے میں جمہور فقہاء کا نظریہ مناسب معلوم ہوتا ہے اِسی نظریہ کی بنیاد پر احکام شرعیہ کا استنباط کیا جانا چاہیے (۵۶)۔ جمہور کا یہ موقف شریعت، لغت اور عقل و دانش کے عین مطابق ہے (۵۷)

جمہور نے اپنے نقطۂ نظر کے بارے میں جو دلائل دیے ہیں اُن میں سے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (۵۸)

اور جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو، کہ اُن پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

یہ آیت امر کے وجوبی معنی پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ رسول اللہ کے حکم کی خلاف ورزی سے ڈرایا گیا ہے۔ اور اس آیت کو اسی مقصد کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ ڈرانا یہ ہے کہ حکم کی مخالفت کرنے والا کہیں فتنہ یا دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس لیے اس کو حکم کی مخالفت سے ڈرنا چاہیے۔ رسول اللہ کے حکم کی خلاف ورزی سے فتنہ یا دردناک عذاب کا خوف اسی وقت ہو سکتا ہے جب جس چیز کا حکم دیا گیا ہو وہ فرض (واجب) ہو۔ کیونکہ جو فرض نہ ہو اس کے چھوڑنے میں کوئی ڈر نہیں۔

۲- ((عَن أبی هريرة أَنَّ رَسُوْلَ الله صلَّى اللّٰه عليه وسلم قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي أو عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلوٰةٍ)) (۵۹)

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی / یا لوگوں کے لیے مشقت ہوگی، تو میں اُنہیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

یہ بھی وجوب کی دلیل ہے، کیونکہ اگر استحباب کے لیے ہوتا تو مسواک کرنا مستحب ہوتا۔ اور اس کا حکم دینے میں کوئی مشقت نہ ہوتی۔

۳- سلف میں صحابہ کرام اور تابعین امر کے صیغہ سے وجوب پر استدلال کرتے تھے، الا یہ کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہوتا جو وجوب کو نہ بتلاتا۔ اور ان کا یہ استدلال بے شمار واقعات میں ملتا ہے، خواہ امر کا تعلق قرآن کریم میں ہو یا حدیث نبوی میں ہو۔ ان کا یہ استدلال عام تھا، اور کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اس بات پر اتفاق تھا کہ امر مطلق وجوب کو بتاتا ہے، اور جس فعل کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو اس کو لازمی طور پر کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، نہ کہ اس کے مستحب ہونے کا۔

۴- امر کے ایسے صیغے جو قرائن سے خالی ہوں اور کوئی ایسی دلیل بھی موجود نہ ہو جو وجوب کے علاوہ کسی معنی کو بتلائے تو ذہن فوری طور پر وجوب کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور امر کا صیغہ سنتے ہی سننے والا یہی سمجھتا ہے کہ اس سے مراد کوئی ایسا حکم ہے جس کا کرنا لازمی ہے۔

۵- اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص دوسرے سے کسی فعل کا مطالبہ کرنا چاہے، اور اس کے چھوڑنے سے منع کرے، تو امر کا صیغہ استعمال کر کے وہ یہ مطالبہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر کا صیغہ کسی فعل کے حتمی طور پر کرنے کے مطالبہ کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہی وجوب ہے۔

امر کا صیغہ، فعل کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ اور ان تمام صیغوں یا شکلوں کے مخصوص معانی ہیں، جیسے دوسرے اسماء اور حروف کے معنی ہوتے ہیں، جیسے رجل (آدمی) اور زید وغیرہ، کیونکہ کلام کی وضع کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ متکلم اپنے مخاطبین کو اپنی مراد سمجھا سکے۔ اگر مخاطب سے کسی فعل کو لازمی طور پر کرانا مقصود ہو تو یہ امر کے صیغہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اِس سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ امر کا صیغہ اِسی مفہوم کو بتلانے کے لیے ہے اور سننے والے کو یہ بات سمجھانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

۶- جو شخص امر کی مخالفت کرے اہل لغت اس کے اس فعل کو عصیان (نافرمانی) سے تعبیر کرتے ہیں، اور عصیان یا معصیت، مذمت کا ہی نام ہے، اور یہ کسی ایسے حکم کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا جو واجب نہ ہو (۶۰)۔

صیغہ امر کے معانی اور اُس کی اقسام

امر کے صیغہ میں جب وجوب کا قرینہ نہ ہوتو وجوب کے علاوہ بھی بہت سے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔کسی کام کا مستحب ہونا، مباح ہونا، دھمکانا، ہدایت کرنا، ادب سکھانا، عاجز کرنا، اور دعا وغیرہ۔علماء اصولیین نے قرآن وسنت کے حوالہ سے بہت سی ایسی مثالیں ذکر کی ہیں جن امر کا صیغہ وجوب کے علاوہ دوسرے معانی میں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ان میں سے بعض معانی درج ذیل ہیں:

۱- ایجاب کے لیے	۲- ندب کے لیے
۳- ارشاد اور رہنمائی کے لیے	۴- اباحت کے لیے
۵- تہدید (دھمکانا) کے لیے	۶- التماس و درخواست کے لیے
۷- اجازت طلب کرنے کے لیے (یعنی امر تاذینی)	۸- تادیب (ادب سکھانا) کے لیے
۹- انذار (ڈرانے) کے لیے	۱۰- احسان جتلانے کے معنی میں
۱۱- اکرام کے معنی میں	۱۲- تسخیر و تذلیل کے معنی میں
۱۳- تکوین کے معنی میں	۱۴- تعجیز (عاجز کرنا) کے معنی میں
۱۵- اہانت و توہین کے معنی میں	۱۶- تسویہ کے (یعنی برابر ہونا) معنی میں
۱۷- دعا کے معنی میں	۱۸- تمنا و آرزو کے معنی میں
۱۹- احتقار کے معنی میں	۲۰- انعام کے معنی میں
۲۱- تفویض کے معنی میں	۲۲- تعجب کے معنی میں
۲۳- تکذیب کے معنی میں	۲۴- مشاورت کے معنی میں
۲۵- عبرت و سبق حاصل کرنے کے معنی میں	۲۶- مطلق وقت کے لیے
۲۷- مقید وقت کے لیے	۲۸- شرط اور صفت کے معنی کے لیے
۲۹- امر غیر مشروطی	۳۰- جملہ خبریہ کا استعمال امر کے معنی میں (۶۱)

مذکورہ بالا اجمال کی وضاحت کے لیے ذیل میں مثالیں درج کی جاتیں ہیں:

۱- ایجاب کے لیے

ایجاب کا مطلب یہ ہے کہ شارع مکلّف سے کسی کام کے کرنے کا اس طرح مطالبہ کرے کہ وہ اس کے لیے لازمی اور حتمی ہو۔ اور اس کی تکمیل مکلّف کے لیے ہر حال میں ضروری ہو۔ مکلّف کے فعل میں اس کا اثر وجوب یعنی لازمی ہونا ہے۔ اور خود یہ فعل جس کے کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے واجب ہوگا۔

مثال: ﴿وَاَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوالزَّکوٰۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰاکِعِیْنَ﴾ (۶۲) اور نماز قائم کیا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) جُھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔

﴿وَ اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوالزَّکوٰۃَ وَاَطِیْعُوالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (۶۳) اور نماز قائم کرتے رہو، اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور رسول کی اطاعت کرتے رہو، تا کہ تم پر رحمت کی جائے

۲- ندب کے لیے

ندب سے مراد یہ ہے کہ شارع کسی کام کے کرنے کا اس طرح مطالبہ کرے کہ اس کام کا کرنا مکلّف کے لیے قابل ترجیح ' بہتر اور افضل ہو، لازمی اور حتمی نہ ہو۔ مکلّف کے فعل میں اس کا اثر محض اس کی سفارش، تعریف اور ترجیح بتلانا ہے۔ ورخود وہ فعل جس کے کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہو ایسے فعل کو مندوب کہا جاتا ہے۔

مثال: ﴿وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتَابَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا﴾ (۶۴) ''اور جو غلام اور لونڈیاں تم سے مُکاتبت (آزادی کا معاہدہ) چاہیں، اگر تم اِن میں صلاحیت دیکھو، تو ان سے مکاتبت کرلو''۔

۳- ارشاد اور رہنمائی کے لیے

ارشادورہنمائی کا مطلب یہ ہے کہ متکلم اپنے مخاطبین کو کسی دنیاوی معاملہ کے بارے میں کسی مصلحت سے آگاہ کر رہا ہو۔ ارشاد اور ندب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ندب میں اخروی ثواب پیش نظر ہوتا ہے، جبکہ ارشاد میں دنیوی فوائدومصالح کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ (۶۵)

جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰأَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَاتَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ﴾ (٦٦) اے ایمان والو جب تم آپس میں ایک مقررہ مدت کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

۴- اباحت کے لیے

اباحت سے مراد یہ ہے کہ شارع مکلّف کو کسی کام کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اختیار دے دے۔ اور اس فعل کو چھوڑنے یا کرنے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہو، مکلّف کے فعل میں اس کا اثر اباحت ہے۔ یعنی کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے اور ایسے فعل کو جس میں مکلّف کو اختیار دیا گیا ہو، مباح کہتے ہیں۔

مثال: ﴿ یٰأَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (٦٧) اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ، اور اللہ کی نعمتوں کا شکر بھی ادا کرو اگر واقعی تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو۔

﴿ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ (٦٨) اور جب تم احرام اتارو، تو شکار کر سکتے ہو

۵- تہدید (دھمکانا) کے لیے

جس امر سے متکلم کی مراد ممانعت ہو وہ امر تہدیدی ہوتا ہے۔

مثال: ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾ (٦٩) جو چاہو سو کرلو! جو کچھ تم کرتے ہو وہ اِس کو دیکھ رہا ہے۔ اِس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: فیه تهدیدٌ شدیدٌ لِلکَفَرةِ المُلْحِدِیْن الَّذین یُلْقُوْنَ فی النَّار ولیسَ المَقْصُوْدُ حَقِیْقَةَ الأمر...فَیُجازِیْکُمْ بحَسْبِ أعمالکُم (٧٠)

اِس آیت کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ آدمی کے دل میں جو آئے سو کرے اِس کی اُس کو اجازت ہے، بلکہ ملحدین اور کفار کے لیے شدید قسم کی تہدید اور ممانعت ہے۔ جن کو جہنم میں پھینکا جائے گا، اور یہاں مقصود حقیقی امر نہیں ہے۔ بلکہ اِس کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنی خواہشات اور اپنے ارادے پر مت چلو بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات، مرضی اور ارادے کے مطابق دنیاوی زندگی گذارو۔

۶- التماس ودرخواست کے لیے

جب کوئی شخص اپنے برابر والے آدمی سے کسی کام کو کرنے کے لیے کہے تو ایسے امر کو امر التماسی کہتے ہیں۔

مثال: ﴿اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِاطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِن م بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ، قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴾(۷۱) یوسف کو قتل کر ڈالو یا اُسے کسی جگہ پھینک آؤ پھر ابا جان کی توجہ صرف تمہاری ہی طرف ہو جائے گی اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: کہ یوسف کو جان سے نہ مارو! کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی راہ گیر نکال کر کسی دوسرے مُلک میں لے جائے گا اگر تم کو یہ کام کرنا ہی ہے تو یوں کرو۔

۷- اجازت طلب کرنے کے لیے (یعنی امر تاذینی)

جس صیغہ امر سے کسی کام کی اجازت سمجھی جائے ایسے امر کو امر تاذینی کہتے ہیں۔

مثال: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ ۔(۷۲)

مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کبھی کسی اجتماعی کام کو موقعہ پر رسول اللہ کے پاس جمع ہوتے ہیں تو اُن سے اجازت لیے بغیر نہیں جاتے ،اے پیغمبر جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، لہذا جب یہ لوگ آپ سے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو اُن میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیا کریں، اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت طلب کیا کریں، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اِس آیت کریمہ میں ﴿فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ ﴾ امر تاذینی ہے

۸- تادیب (ادب سکھانا)

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطبین کے اخلاق کی تہذیب یا ان کو ادب سکھلانا ہو تو ایسے امر کو امر تادیبی کہتے ہیں

مثال: ﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾(۷۳) اور جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ اللہ تعالی کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے اسی طرح اللہ اپنی آیات کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔

اس آیت کریمہ میں صیغہ امر "فَسَلِّمُوْا" استعمال ہوا ہے یہ تہذیب اخلاق ادب سکھلانے کے لیے ہے

دوسری مثال ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن اُبی سلمہ کو جو عمر میں چھوٹے تھے کھانے کا ادب سکھانے کے لیے فرمایا: "كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ۔

((عن عمر بن أبی سلمةَ...قال:أكلتُ يومًا معَ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ طَعامًا فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِن نواحيی الصحفةِ فقال رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ،وفی روایة عن وهب بن كيسان أبی نعيم قال:اُتِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ بطعامٍ ومعهُ رَبِيْبُهُ عمرُبنُ أبی سلمةَ، فَقال سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔(۷۴)

حضرت عمر بن اُبی سلمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا میں اپنا ہاتھ کھانے والے برتن کے چاروں طرف سے کھانے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سامنے سے کھاؤ۔ دوسری روایت جس کے راوی حضرت وہب بن کیسان ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا تو اُس وقت آپ کے پاس آپ کے زیر تربیت عمر بن اُبی سلمہؓ بھی اُن کو آپ نے فرمایا اللہ کا نام اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

۹- انذار (ڈرانے) کے لیے

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطبین کو ڈرانا ہو، تو ایسے امر کو امر انذاری کہتے ہیں۔

مثال: ﴿ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴾(۷۵) کہہ دیجئے کہ چند روز فائدے اٹھالو! آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۰- احسان جتلانے کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطبین پر اپنا احسان جتلانا ہو تو ایسا امر امر امتنانی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾(۷۶) ان کے پھل کو غور سے دیکھو جب وہ پھل لائے تو اِن کے پکنے کی کیفیت پر بھی نظر کرو، ان میں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالی کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

۱۱- اکرام کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد یہ ہو کہ مخاطبین کی عزت کی جائے تو ایسا امر امر اکرامی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴾(۷۷) یقیناً متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے (اور ان سے کہا جائے) اِس جنت میں بے خوف وخطر سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

۱۲- تسخیر و تذلیل کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطبین کو ذلیل کرنا ہو ایسا امر، امر تذلیلی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴾(۷۸) پھر جب وہ اِس چیز کی حد سے نکل گئے جس اُن کو روکا گیا تھا، تو ہم اُس سے کہہ دیا کہ ذلیل بندر بن جاؤ۔

﴿ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴾(۷۹)

اور تم اُن لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے تو ہم نے اُن سے کہا ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ۔

۱۳- تکوین کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد کسی چیز کا عدم سے وجود میں لانا ہو تو ایسا امر، امر تکوینی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿ اِنَّمَا اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾(۸۰) پس اُس کی تو شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے، تو وہ اُسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

۱۴- تعجیز (عاجز کرنا) کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطبین کو عاجز کرنا اور اُن کے عجز کا اظہار مقصود ہو، ایسا امر، امر تعجیزی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾(۸۱) اور اگر تم اس کتاب میں جو ہم اپنے بندے (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے کچھ شک ہو، تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنالاؤ، اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں اُن کو بھی بلالو! اگر تم سچے ہو۔

۱۵- اہانت و توہین کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد اپنے مخاطبین کی توہین کرنا ہو ایسا امر، امر اہانت کہلاتا ہے جو الفاظ استعمال ہوئے ہوں اُن میں اگرچہ اعزاز و اکرام کے معنی کیوں نہ پائے جاتے ہوں چونکہ کلام کے سیاق وسباق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں الفاظ اعزاز و اکرام کے معنی کے استعمال نہیں ہوئے۔

مثال: ﴿ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ، اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾(۸۲) اب مزہ چکھ تُو بڑا معزز اور مکرم ہے نا! یہ وہی دوزخ ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

۱۶- تسویہ کے (برابر ہونا) معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا دونوں پہلو برابر ہوں تو ایسا امر، امر تسویہ کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (۸۳)

اس میں داخل ہو جاؤ پھر خواہ اس پر صبر کرو یا نہ کرو، تمہارے حق میں سب برابر ہے اور تم وہی بدلہ تو دیا جارہے جیسا کہ تم کام کیا کرتے تھے۔

۱۷- دُعا کے معنی میں

جس امر سے متکلم اپنے سے اعلیٰ مرتبہ والی ذات سے کوئی درخواست کرے تو ایسا امر، امر دعائی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ﴾(۸۴) اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے! اور تُو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

۱۸- تمنا و آرزو کے معنی میں

جس امر سے متکلم کی کوئی تمنا و آرزو معلوم ایسا امر، امر تمنائی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ﴾(۸۵) اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر کرم کرو کچھ پانی ہی دے دو یا اُس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانے کو دے رکھا ہے، وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اِن دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر رکھا ہے۔

۱۹- احتقار کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد اپنے مخاطبین کی حقارت کا اظہار ہو، ایسے امر کو امر احتقاری کہتے ہیں۔

مثال: ﴿ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰۤى اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ، فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰى مَا جِئۡتُمۡ بِهِ السِّحۡرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبۡطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ﴾(۸۶)

پھر جب جادُوگر آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا جو تم ڈالنا چاہتے ہو ڈالو! پھر جب اُنہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں) ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا جو چیزیں تم بنا کر لائے ہو جادو ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ابھی نیست و نابود کر دے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔

۲۰- انعام کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد اپنے مخاطبین کو کسی نعمت کی یاد دہانی کرانی یا انعام کا ذکر ہو ایسا امر، امر انعامی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (۸۷)

سو جو چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ نے جائز اور ستھری (یعنی حلال وطیب رزق دیا ہے) دے رکھی ہیں اُن میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو، اگر تم واقعی تم خاص اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

۲۱- تفویض کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد اپنے مخاطب کو ماموبہ (جس چیز کا حکم دیا گیا ہو) کو حوالہ کر دینا ہو ایسا امر، امر تفویضی کہلاتا ہے۔

مثال: ﴿قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (۸۸) جادوگروں نے (فرعون سے) کہا جو کچھ دلائل ہمارے پاس آ چکے ہیں اُن پر اور جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اُس پر، ہم تمہیں ہرگز ترجیح نہیں دیں گے۔ تو کر ڈال جو کچھ تجھے کرنا ہے، تُو تو بس اِس دنیا ہی کی زندگی میں (جو کچھ کرنا ہے) کچھ کر سکتا ہے۔

۲۲- تعجب کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد اظہار تعجب ہو ایسے امر کو امر تعجبی کہتے ہیں۔

مثال: ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا﴾ (۸۹)

اے پیغمبر ذرا دیکھو تو! یہ کس کس طرح کی مثالیں آپ پر چسپاں کر رہے ہیں، سو ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ اب کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

۲۳- تکذیب کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطبین کے دعاوی کو جھٹلانا ہو ایسے امر کو امرِ تکذیبی کہتے ہیں۔

مثال: ﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾(۹۰) ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کے لیے حلال تھا مگر وہ جو اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے خود اپنے اُوپر حرام کرلیا تھا، توراۃ کے نزول سے پہلے، کہہ دیجیے کہ توراۃ لے آؤ اور اُسے پڑھو اگر تم سچے ہو (یعنی دلیل پیش کرو)

۲۴- مشاورت کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد اپنے مخاطبین سے کسی معاملہ کے بارے میں کوئی مشورہ یا رائے لینی ہو، تو ایسے امر کو امرِ تشاوری کہتے ہیں۔

مثال: سورہ الصّافّات: ۱۰۲ میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سامنے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے اُن سے مشورہ لینے کی غرض سے فرمایا: فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى تم سوچ کر بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جواب دیتے ہوئے فرمایا: يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ(۹۱) اے ابا آپ کو جو حکم ہوا ہے وہی کر ڈالیے، اگر اللہ تعالی نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

۲۵- عبرت و سبق حاصل کرنے کے معنی میں

جس امر سے متکلم کا مقصد مخاطب کو کسی امر میں عبرت دلانا ہو تو ایسے امر کو امرِ اعتباری کہتے ہیں۔

مثال: ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾(۹۲)

اور (اللہ) وہی ذات تو ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم ہی نے اُس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اُگائیں، پھر ہم نے اُس سے سرسبز کھیت پیدا کیے، ہم نکالتے ہیں اُس میں سے دانے تہ بہ تہ، اور کھجور کے درختوں میں سے اس کے خوشے کے گچھے نیچے جھکے ہوئے اور باغات انگور کے اور زیتون کے اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور خصوصیات میں جدا جدا ہیں، ان کے پھل کو غور سے دیکھو، جب وہ پھل لائے تو اِن کے پکنے کی کیفیت پر بھی نظر کرو، ان میں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت "اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ان کے پھل کو غور سے دیکھو، جب وہ پھل لائے تو اِن کے پکنے کی کیفیت پر بھی نظر کرو" فرمایا اِس سے مقصد یہ ہے کہ تم عبرت کی نگاہ سے دیکھو، ہمارے آثار اور مظاہر قدرت کو دیکھو! عبرت حاصل کرو، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے کسی بھی لمحہ غافل مت رہو

۲۶- مطلق وقت کے لیے

امر کے جس صیغہ سے متکلم کوئی ایسا حکم دے جس میں کسی معین ومقرر وقت یا کسی صفت کی کوئی قید نہ ہو تو ایسے امر کو امر مطلق کہتے ہیں۔ اس صورت میں مکلّف کو یہ اختیار ہوگا کہ جس وقت وہ چاہے اس کو ادا کرے۔ اور جب بھی وہ اس کو ادا کرلے گا اس کی ذمہ داری ختم ہوجائے گی۔ تاخیر میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا ۔

تاہم اس کے لیے یہ مناسب ہے کہ اس کام کے کرنے میں وہ جلدی کرے، کیونکہ عمر کا کسی کو علم نہیں۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس وقت اس کی موت واقع ہوجائے اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

- جیسے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (۹۳) اور زکوٰۃ دیا کرو۔ چنانچہ کسی مسلمان کے لیے صاحب نصاب ہوجانے پر (حولان حول) سال مکمل ہوجائے تو اب زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوجاتی ہے لیکن اِس ادائیگی کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں جب بھی دے گا ادا ہی ہوگی۔ اگرچہ جلدی ادا کردینا مستحب ہے۔
- اگر کسی شخص نے رمضان کے روزے کسی مجبوری شرعی یا عذر کی وجہ سے نہ رکھے ہوں تو وہ جب چاہے اس کی قضا ادا کرسکتا ہے۔ اس کے لیے کسی سال کی قید نہیں ہے۔

○ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی قسم پوری نہ کرے تو اس کا کفارہ جب چاہے ادا کرسکتا ہے۔قسم توڑنے کے فوراً بعد یا کچھ وقت گذرنے کے بعد۔اسی طرح جس شخص پر حج فرض ہو وہ عمر میں جب چاہے حج کرسکتا ہے۔فوراً حج کرنا اس کے لیے ضروری نہیں ہے۔

۲۷- مقید وقت کے لیے

امر کے جس صیغہ سے متکلم کسی کام کے کرنے کا مطالبہ کرے اور اس کے ادا کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر کردے، جیسے نماز کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (۹۴) اور نماز قائم کرو۔اور اسی طرح رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (۹۵) رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے رہنما ہے اور اِس میں ہدایت کی روشن نشانیاں ہیں اور جو (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے، اور تم سے جو کوئی اِس مہینہ کو میں موجود ہے تو لازم ہے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے ہر روز پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، جن کی ادائیگی کا وقت مقرر کیا ہے۔ اِن کو وقت سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔اور ان فرائض کو بغیر شرعی عذر کے مقررہ وقت کے بعد ادا کرنے سے آدمی گنہگار ہوگا۔امر مقید میں ادائیگی فعل اور وقت معین دونوں لازمی ہیں۔

۲۸- شرط اور صفت کے معنی کے لیے

جس امر میں کسی کام کا حکم دیا گیا ہو لیکن اُس میں کوئی شرط بھی لگائی گئی ہو یا اُسے کسی صفت کے ساتھ متصف کیا گیا تو ایسے امر میں جب بھی شرط یا صفت پائی جائے گی تو اُس ماموبہ کا تکرار لازمی ہوگا۔

جیسے تیمّم کا حکم دیتے ہوئے شرط لگائی کہ تیمّم وضو اور غسل کا نعم البدل اُسی وقت ہوگا جب کوئی شخص بیمار ہونے کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ رکھتا ہو یا سفر میں ہو اور اُسے پانی میسر نہ آئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُاللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾(۹۶)

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء ہوکر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی میسر نہ ہو سکے، تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اور اُس سے مُنہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمّم) کرلو، اللہ تعالیٰ تمہیں کسی قسم کی کوئی تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور اپنی نعمتوں کو پورا کرنا چاہتا ہے تا کہ (اللہ تعالیٰ کا) تم شکر کرو۔

امر معلق بالشرط مع عدم قرینہ تکرار فعل:

جو امر کسی ایسی شرط کے ساتھ معلق ہو جس میں فعل کے تکرار کا قرینہ نہ پایا جاتا ہو تو اِس صورت اگر چہ شرط پائی جا رہی ہو تب بھی مامور بہ کو بار بار ادا کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ مامور بہ کو ایک دفعہ ادا کر دینا کافی ہوگا جیسے ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾(۹۷) لوگوں کے ذمہ اللہ کا حق (یعنی فرض ہے) حج کرنا، اُس مکان کا اُس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

اِس آیت میں اگر چہ امر کا صیغہ استعمال نہیں ہوا لیکن حرف ''علی'' لزوم پر دلالت کرتا ہے جس سے امر سمجھا جاتا ہے۔ اِس آیت سے بظاہر تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جب حج کرنے کی استطاعت اور وسائل ہوں اُس وقت بیت اللہ کا حج کرنا بندوں پر فرض ہے، حالانکہ عمر بھر میں ایک ہی دفعہ حج کرنا فرض ہوتا ہے۔ اِس بارے میں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جس شخص کے پاس استطاعت اور وسائل ہوں اُس زندگی ایک ہی دفعہ حج کرنا فرض ہے (۹۸)

امر مقید بالصفت کی مثال:

جو امر کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو اُس کی مثال ﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾(۹۹) زنا کار عورت اور زنا کار مرد، دونوں کا حکم یہ ہے کہ اِن میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو

۲۹- امر غیر مشروطی

امر کے جس صیغہ میں متکلم کسی قسم کی کوئی شرط نہ لگائے ایسے امر کو امر غیر مشروطی کہتے ہیں، جیسے کہ قرآن میں اللہ کے نام پر خرچ کرنے کا حکم دیا لیکن اُس میں کوئی شرط نہیں لگائی بلکہ مطلقاً فرمایا جو کچھ تم کماؤ اُس میں سے اللہ کے نام پر خرچ کرو۔ اِسی ایفائے عہد کا حکم دیتے ہوئے مطلقاً حکم دیا کہ آپس میں کیئے گئے معاہدات کو پورا کیا کرو

﴿يَآيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَاكَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَاتَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾(۱۰۰)

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لیے زمین سے نکالتے ہیں اُن میں سے (اللہ تعالیٰ کی) راہ میں خرچ کرو، خراب اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرو، کہ اِس میں سے خرچ کرو گے حالانکہ کہ وہ چیزیں اگر تمہیں دی جائیں تو تم خود بھی اِس کے لینے والے نہیں ہو، بجز اِس صورت کے کہ چشم پوشی کر جاؤ، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور قابل ستائش ہے''۔

۳۰- جملہ خبریہ کا استعمال امر کے معنی میں

کبھی کلام میں استعمال تو صیغہ خبر ہوتا ہے لیکن اُس سے مجازاً امر مراد لیا جاتا ہے جیسے ﴿ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ﴾(۱۰۱) اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔

اِس جگہ یَتَرَبَّصْنَ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو عربی گرامر کے لحاظ سے فعل مضارع کا صیغہ ہے لیکن اِس سے مراد صیغہ امر یعنی تَرَبَّصْنَ (روکے رکھیں) ہے، کیونکہ اِس میں حکم پایا جاتا ہے۔

دوسری مثال: جملہ خبریہ جو امر کے مفہوم میں مستعمل ہے اس کی مثال یہ آیت ہے :

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَاَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (۱۰۲) اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اِس شخص کے لیے جو چاہے دودھ پلانے کی مدت پوری ہو

یہ حکم اس کے لیے ہے جو شیر خوارگی کی مدت پوری کرنی چاہے اس صیغہ سے مقصود ماؤں کو یہ حکم دینا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دودھ پلائیں، اِس سے یہ خبر دینا مقصود نہیں ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔

اوامر قرآن کریم

کبھی تو امر کے صیغہ سے کسی فعل کا وجوب یا کسی فعل کا ترک کرنا ثابت ہوتا ہے اور بعض اوقات قرآن کریم میں لفظ امر سے کسی فعل کا وجوب اور حکم یا کسی فعل کا ترک کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں چند آیات کریمہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں لفظ امر کا استعمال ہوا ہے اور اُس سے کسی فعل کا وجوب اور حکم یا کسی فعل کا ترک کرنا ثابت ہو رہا ہے۔

۱- ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۱۰۳) اور تم ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتی رہی اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے، یہی لوگ ہیں درحقیقت فلاح پانے والے۔

۲- ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّواالْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَاحَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا م بَصِيْرًا﴾ (۱۰۴) بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو، اور جب تم لوگوں کے مابین فیصلہ کرنے لگو، تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، بے اللہ تعالیٰ ہر بات کا سُننے والا، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے

۳- ﴿ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (۱۰۵) آپ کہہ دیجیئے کیا اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا سرپرست بنالوں؟ وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو روزی دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا، کہہ دو! بے شک مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں، اور

یہ کہ ہرگز نہ شامل ہونا شرک کرنے والوں میں۔

۴- ﴿لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾(۱۰۶) اُس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اِسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں

۵- ﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ﴾(۱۰۷) کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر نماز کے وقت (قبلہ کی طرف) سیدھا رخ کیا کرو، اور خاص اُسی کی عبادت کرو اور اُسی کو پکارو، اُس نے جس طرح تمہیں پیدا کیا تھا اِسی طرح تم پھر پیدا کیے جاؤ گے۔

۶- ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾(۱۰۸) اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ واحد کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اُن لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے

۷-﴿فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾(۱۰۹) پس (اے پیغمبر) آپ بھی ثابت قدم رہیں جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ بھی جو تائب ہو کر آپ کے ساتھ ہیں اور حدود سے تجاوز نہ کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب عمال کو دیکھ رہا ہے

۸- ﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾(۱۱۰) اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اُس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

۹- ﴿یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ﴾(۱۱۱) وہ فرشتوں کو وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے بھیجتا ہے، کہ لوگوں کو بتادو، کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو مجھ ہی سے ڈرو۔

۱۰- ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ﴾(۱۱۲) یقیناً اللہ تعالیٰ تم کو انصاف کرنے اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو

(خرچ سے) مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برے کاموں سے اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

۱۱- ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا﴾(۱۱۳) اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے، اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے

۱۲- ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (۱۱۴) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اِس پر قائم رہو، ہم تم سے رزق نہیں مانگتے، بلکہ ہم تو تمہیں رزق دیتے ہیں اور اچھا انجام اہل تقویٰ کا ہے۔

۱۳- ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ﴾(۱۱۵) اور ہم نے اُن کو پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے، اور ہم نے انہیں بذریعہ وحی حکم دیا تھا نیک کام کرنے کا، نماز قائم کرنے کا، اور زکوٰۃ دینے کا اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔

۱۴- ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾(۱۱۶) اور جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو، کہ اُن پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

۱۵- ﴿ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾(۱۱۷) اصل بات یہ ہے کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اِس شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں جس اُسے محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے اور جو ہر چیز کا مالک ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اُس کا اطاعت شعار بن کر رہوں

۱۶- ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾(۱۱۸) اور کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی معاملہ کا کوئی فیصلہ فرما دیں تو اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں، اور جو کوئی

اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے۔

۱۷- ﴿فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمُ اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَاحُجَّۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ اَللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ﴾(۱۱۹) لہٰذا تم بھی اِسی دین کی طرف دعوت دو، اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اِسی پر ثابت قدم رہو اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا، اور کہہ دو میں ان کتابوں پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل فرمائی ہیں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے میں تمہارے درمیان انصاف کروں ، اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک دن جمع کرے گا اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۸- ﴿وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ (۱۲۰) اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں، اور نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے کام آپس میں مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو عطا کیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں

۱۹- ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾(۱۲۱) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو جو حکم دیتا ہے وہ اُس کی کبھی بھی نافرمانی نہیں کرتے، اور ہر وہ کام کر گذرتے ہیں جس کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے۔

۲۰- ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ﴾(۱۲۲) اور نہیں حکم دیا گیا تھا اُنہیں مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں، اور اُسی کے لیے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔

حواشی وحوالہ جات

(۱)الباجی، قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف الاندلسی القرطبی الذہبی، الاشارہ فی اصول الفقہ ، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ، الریاض ، ۱۹۹۶ء،ص:۳۳۲۔

(ii) الغزالی، الإمام محمد بن محمد، المستصفی من علم الأصول، الجامعۃ الإسلامیۃ المدینۃ المنورۃ،۳:۱۱۹۔

(iii) النسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن أحمد، کشف الأسرار شرح المصنف علی المنار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،۱:۴۴

(iv) ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، أصول الفقہ الأسلامی، دار احسان للنشر والتوزیع،طہران، ایران، ۱۹۹۷ء،۱:۲۱۸۔

(v) شیخ محمد الخضری بک، اصول الفقہ، المکتبہ التجاریۃ الکبری، قاہرہ،مصر،ص:۱۹۴۔

(۲)الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، المحصول فی علم الاصول، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۷،۱:۲۴۵۔

(۳)ہود:۹۷۔

(۴)البزدوی، فخر الاسلام، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام،۱:۳۷۔

(ii) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،۱۹۹۳،۱:۱۱۔

(iii) البصری، ابوالحسین محمد بن علی المعتزلی، المعتمد فی أصول الفقہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،۱:۴۱۔

(۵) أبوبکر أحمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی، أحکام القرآن للجصاص،۸:۲۸۸۔

(۶)(النسآء:۵۹،المآئدۃ:۹۲،النور:۵۴،محمد:۳۳،التغابن:۱۲)

(۷)البقرۃ:۲۲۸اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔

(۸)البقرۃ:۲۳۳۔

(۹)محمد:۴۔

(۱۰)تفصیل کے لیے دیکھئے:(ر) الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، المحصول فی علم الاصول،۱:۲۶۳۔

(۱۱)البقرۃ:۱۸۵۔

(۱۲)الجامع الصحیح للبخاری، المکتبۃ السلفیۃ ،القاھرۃ، کتاب الأدب، باب مَن کانَ یُؤمِنُ باللہ والیومِ الآخر فَلا یُؤذِ جارَہُ،۴:۹۴،رقم:۱۰۶۷۔

(۱۳) الصّافّات:۱۰۲۔

(۱۴) الزمخشری، جاراللہ محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل،مظہری کتب خانہ کراچی،سن ندارد،۴:۵۴۔

(ii) برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی، نظم الدرر فی تناسب الآیات والسّور، دار الکتاب الاسلامی، القاہر، ۱۶: ۲۶۴۔

(iii) عبدالرشید نعمانی، لغات القرآن، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۸۶ء، ۱: ۲۴۴۔

(۱۵) طٰہٰ: ۱۳۲۔

(۱۶) ابن العربی، محمد بن عبداللہ، أحکام القرآن لابن العربی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۱: ۳۵۳۔

(۱۷) الکہف: ۲۱۔

(۱۸) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۲۔

(۱۹) آل عمران: ۱۵۹۔

(۲۰) الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، التفسیر الکبیر او مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰، ۲۷: ۱۵۲۔

(ii) البزدوی، فخر الاسلام، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام، ۱: ۳۹۲۔

(۲۱) الم السجدۃ: ۵۔

(۲۲) الاعراف: ۵۴۔

(۲۳) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۲۔

(۲۴) الآلوسی، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی، روح المعانی، فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۴ء، ۴: ۲۰۴۔

(۲۵) الانعام: ۷۱۔

(۲۶) التوبۃ: ۴۸۔

(۲۷) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۲۔

(۲۸) النحل: ۱۔

(۲۹) یونس: ۲۴۔

(۳۰) ہود: ۹۷۔

(۳۱) البزدوی، فخر الاسلام، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام، ۱: ۳۹۱۔

(۳۲) النحل: ۷۷۔

(۳۳) الطلاق: ۱۲۔

(۳۴) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۲۔

(۳۵) الاسرا: ۸۵۔

(۳٦) الآلوسی، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی، روح المعانی، فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۸: ۱۸٦۔

(۳۷) البیضاوی، ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر، أنوار التنزیل وأسرار التاویل، ۳: ٦۴۔

(۳۸) الشوریٰ: ۵۳۔

(۳۹) أبوحیان محمد بن یوسف، تفسیر البحر المحیط، ۹: ۴۹۱۔

(۴۰) ہود: ۱۰۱۔

(۴۱) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۲۔

(۴۲) یٰس: ۸۲۔

(۴۳) الآلوسی، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی، روح المعانی، فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۱۲: ۵۵، ۷: ۳۷۲۔

(۴۴) حم السجدۃ: ۱۲۔

(۴۵) ابوحیان محمد بن یوسف بن علی حیان، تفسیر البحر المحیط، ۹) ۴۴۴۔

(۴٦) البیضاوی، ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر، أنوار التنزیل وأسرار التاویل، ۵: ۱۳۹۔

(ii) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی ۱: ۱۴۔

(۴۷) الطلاق: ۹۔

(۴۸) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۲۔

(۴۹) ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، أصول الفقہ الأسلامی، ۱: ۲۲۰۔

(۵۰) شیخ محمد الخضری بک، اصول الفقہ، ص: ۱۹۵۔

(۵۱) ایضاً: ص: ۱۹۵۔

(۵۲) الجوینی، امام الحرمین أبوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ، البرھان فی أصول الفقہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۷، ۱: ٦۷۔

(۵۳) الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، المحصول فی علم الاصول، ۱: ۲٦۹۔

(۵۴) ایضاً، ۱: ۲۷۰۔

(۵۵) الباجی، قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف الاندلسی القرطبی الذہبی، الاشارہ فی اصول الفقہ، ص: ۳۳۲۔

(ii) النسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن أحمد، کشف الأسرار شرح المصنف علی المنار، ۱: ۵۳

(۵٦) البصری، ابوالحسین محمد بن علی المعتزلی، المعتمد فی أصول الفقہ، ۱: ۵۰۔

(ii) الجوینی، امام الحرمین أبوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ، البرھان فی أصول الفقہ، ۱: ٦۸۔

(۵۷) ابوالحسن علاء الدین علی محمد المعروف بابن اللحام، المختصر فی أصول الفقه علی مذہب الإمام أحمد بن حنبل، دار الکتب للعلمیۃ، بیروت ۲۰۰۰ء ص: ۱۱۳۔

(۵۸) النور: ۶۳

(۵۹) الجامع الصحیح للبخاری، کتب الجمعۃ، باب السواک یوم الجمعۃ، ۱: ۲۸۳، رقم: ۸۸۷۔

(۶۰) الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، المحصول فی علم الاصول، ۱: ۲۷۱-۳۰۰

(ii) النسفی، ابوالرکات عبداللہ بن أحمد، کشف الأسرار شرح المصنف علی المنار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱: ۵۰-53

(iii) شیخ محمد الخضری بک، اصول الفقہ، ص: ۱۹۷-۲۰۰۔

(۶۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(i) السرخسی، أبوبکر محمد بن أحمد، اصول السرخسی، ۱: ۱۴۔

(ii) الجوینی، امام الحرمین أبوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ، البرھان فی أصول الفقہ، ۱: ۶۱-۷۰

(iii) البزدوی، فخر الاسلام، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام، ۱: ۳۵۲

(iv) الغزالی، الإمام محمد بن محمد، المستصفی من علم الأصول، ۳: ۱۲۸-۱۳۰

(v) الباجی، قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف الاندلسی القرطبی الذہبی، الاشارہ فی اصول الفقہ، ص: ۳۳۲-۳۳۵

(vi) الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، المحصول فی علم الاصول، ۱: ۲۶۴

(vii) ابوالحسن علاء الدین علی محمد المعروف بابن اللحام، المختصر فی أصول الفقہ علی مذہب الإمام أحمد بن حنبل، ص: ۱۱۲

(viii) النسفی، ابوالرکات عبداللہ بن أحمد، کشف الأسرار شرح المصنف علی المنار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱: ۵۲

(ix) ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، أصول الفقہ الأسلامی، ۱: ۲۲۰-۲۲۱

(۶۲) البقرۃ: ۴۳

(۶۳) النور: ۵۶۔

(۶۴) النور: ۳۳۔

(۶۵) الغزالی، الإمام محمد بن محمد، المستصفی من علم الأصول، ۳: ۱۳۲۔

(۶۶) البقرۃ: ۲۸۲۔

(۶۷) البقرۃ: ۱۷۲۔

(۶۸) المآئدۃ: ۲۔

(۶۹) حم السجدۃ: ۴۰۔

(۷۰) روح المعانی، فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۱۲: ۳۷۸

(۷۱) یوسف:۹۔

(۷۲) النور:۶۲۔

(۷۳) النور:۶۱۔

(۷۴) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الأطعمة،باب الأکل مما یلیک،۳:۴۳۱،رقم:۵۳۷۷،۵۳۷۸۔

(۷۵) ابراہیم:۳۰۔

(۷۶) الانعام:۹۹۔

(۷۷) الحجر:۴۵،۴۶۔

(۷۸) الاعراف:۱۶۶۔

(۷۹) البقرة:۶۵۔

(۸۰) یٰس:۸۲۔

(۸۱) البقرة:۲۳۔

(۸۲) الدخان:۴۹،۵۰۔

(۸۳) الطور:۱۶۔

(۸۴) الاعراف:۸۹۔

(۸۵) الاعراف:۵۰۔

(۸۶) یونس:۸۰-۸۱۔

(۸۷) النحل:۱۱۴۔

(۸۸) طہٰ:۷۲۔

(۸۹) الفرقان:۹۔

(۹۰) آل عمران:۹۳۔

(۹۱) الصافات:۱۰۲۔

(۹۲) الانعام:۹۹۔

(۹۳) البقرة:۴۳۔

(۹۴) البقرة:۴۳۔

(۹۵) البقرة:۱۸۵۔

(۹۶) المآئدة:۶۔

(۹۷) البقرة:۲۶۷۔
(۹۸) آل عمران:۹۷۔
(۹۹) الآلوسی، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی، روح المعانی، فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۲:۲۲۴-۲۲۸۔
(۱۰۰) النور:۲۔
(۱۰۱) البقرة:۲۲۸۔
(۱۰۲) البقرة:۲۳۳۔
(۱۰۳) آل عمران:۱۰۴۔
(۱۰۴) النسآء:۵۸۔
(۱۰۵) الانعام:۱۴۔
(۱۰۶) الانعام:۱۶۳۔
(۱۰۷) الاعراف:۲۹۔
(۱۰۸) التوبة:۳۱۔
(۱۰۹) ہود:۱۱۲۔
(۱۱۰) یوسف:۴۰۔
(۱۱۱) النحل:۲۔
(۱۱۲) النحل:۹۰۔
(۱۱۳) مریم:۵۵۔
(۱۱۴) طہ:۱۳۲۔
(۱۱۵) الأنبیاء:۷۳۔
(۱۱۶) النور:۶۳۔
(۱۱۷) النمل:۹۱۔
(۱۱۸) الأحزاب:۳۶۔
(۱۱۹) الشوریٰ:۱۵۔
(۱۲۰) الشوریٰ:۳۸۔
(۱۲۱) التحریم:۶۔
(۱۲۲) البینة:۵۔